مقدس جہالت

جب اندھی عقیدت انسان سے چھین لے



مصنف: ضرار عظیم

انتساب

ان ذہنوں کے نام...

جو اندھی عقیدت کی زنجیروں کو توڑ کر،

عقل اور شعور کی روشنی میں سچائی کی تلاش کا سفر

شروع کر چکے ہیں۔

مقدمہ

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ شعور کے سفر میں سب سے بڑی رکاوٹ علم کی کمی نہیں، بلکہ وہ بدترین جہالت رہی ہے جسے "مقدس" بنا کر پیش کیا گیا۔ عام جہالت انسان کو صرف اندھیرے میں رکھتی ہے، مگر جب جہالت پر تقدس کا لبادہ اوڑھ دیا جائے تو وہ عقل کو گناہ اور اندھی عقیدت کو عین ثواب بنا دیتی ہے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں سے معاشروں کا فکری زوال شروع ہوتا ہے۔

آج ہم معلومات کے انبار میں جینے کے باوجود شعور کے شدید قحط کا شکار ہیں۔ ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد بھی ہمارے ذہن صدیوں پرانے فکری جمود اور تعصبات کے اسیر ہیں۔ جب مذہبی اور فرقہ وارانہ عصبیت معاشرے کی رگوں میں زہر بن کر دوڑتی ہے، تو محبت، رواداری اور ہمدردی جیسے بنیادی انسانی جذبے دم توڑ دیتے ہیں۔ عقیدت جب جنون بن جائے، تو فکری غلامی معاشرے کا فخر بن جاتی ہے۔

یہ کتاب کسی نظریے کی مخالفت میں نہیں، بلکہ اسی فکری دلدل کی نشاندہی کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس کا مقصد قاری کو کوئی مخصوص راستہ دکھانا نہیں، بلکہ اس کے بند ذہن کے کواڑ کھولنا ہے تاکہ وہ خود سوچ سکے، پرکھ سکے اور اندھی عقیدت کی ان زنجیروں کو توڑ سکے جنہوں نے اس کے شعور کو جکڑ رکھا ہے۔ جب تک ذہن آزاد نہیں ہوں گے، کوئی معاشرہ آزاد نہیں ہو سکتا۔

فہرست

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۱	جہالت، عقل اور عقیدہ	۱
۲	مذہبی عصبیت کے اثرات	۳
۳	فرقہ ورانہ عصبیت کے اثرات	٦
۴	مذہبی جنون اور جاہالنہ رسمیں	۱۱
۵	اس دلدل سے کیسے نکلیں؟	۲۱

باب 1: جہالت، عقل اور عقیدہ

جاہل کو علم سے محروم انسانکے معنوں میں لیا جاتا ہے، لیکن اصل جاہل وہ ہے جو اندھی تقلید میں اپنی سوچنے، سمجھنے اور سوال کرنے کی صلاحیت کو مفلوج کر لے اور حقائق سامنے ہونے کے باوجود سچ سے انکار کر دے۔

پڑھے لکھے جاہل زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ڈگریاں تو ہوتی ہیں مگر شعور نہیں ہوتا۔ یہ اپنی ساری تعلیم اور عقل کو کسی مذہبی دکاندار کے پاس گروی رکھ کر جہالت کے اندھیرے میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ یہ شعوری جہالت بن جاتی ہے۔

عقل اور عقیدہ:

عقل اور عقیدے کا بنیادی فرق یہ ہے کہ عقل کہتی ہے "پہلے جانو پھر مانو"، جبکہ عقیدہ کہتا ہے "صرف مانو، جاننے پر پابندی ہے"۔ عقل کو دلیل چاہیے جبکہ عقیدہ اندھا یقین مانگتا ہے۔ لہٰذا جاہل وہ ہے جس کا عقیدہ اس کی عقل پر غالب آ جائے۔

جاہلوں کے درجے:

درجہ اول کے جاہل (مذہب پرست جاہل):

یہ جاہلوں کی ابتدائی حالت ہے۔ ایسے جاہل اپنے مذہب کو صحیح اور باقی سب مذاہب کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اس قسم کے زیادہ تر جاہلوں کا خود کوئی قصور نہیں ہوتا بلکہ پیدا ہوتے ہی سے ان کے دماغ میں اپنے مذہب کے لیے اندھی محبت اور دوسرے مذاہب کے لیے نفرت بھر دی جاتی ہے اور وہ مذہبی بنا پر غیر مذہب لوگوں سے کسی بھی قسم کے تعلقات نہیں بناتے۔ ایسے جاہل دوسرے انسانوں کی جان لینے کو مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ مذہبی جاہلیت صرف افراد کو ہی نہیں بلکہ اقوام کو بھی متاثر کرتی ہے۔ مختلف ممالک آپس

میں صرف مذہبی بنا پر ایک دوسرے سے سفارتی تعلقات نہیں بناتے یا باہمی تجارت نہیں کرتے۔ دنیا میں بڑی بڑی جنگیں صرف مذہبی بنیاد پر ہوئی ہیں جسے مختلف مذہبی ناموں جہاد وغیرہ کا لبادہ اوڑھایا گیا ہے۔

درجہ دوم کے جاہل (فرقہ پرست جاہل):

یہ پہلے والے جاہلوں سے زیادہ خطرناک جاہل ہوتے ہیں۔ فرقہ پرست جاہل اپنے مذہب کے ہی دوسرے لوگوں کو غلط قرار دیتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے اندر فرقوں کی آپس کی لڑائیوں سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے، اس پر آگے چل کر نظر ڈالی جائے گی۔ یہ جاہل بھی فرقہ وارانہ بنیادوں پر

انسانی جان لینا جائز سمجھتے ہیں۔

باب 2: مذہبی عصبیت کے اثرات

مذہب کو صحیح یا غلط کہنے کا معیار:

انسانوں میں مذہب کو صحیح یا غلط کہنے کا معیار کیا ہے؟ "جو انسان جس مذہب کے گھر میں پیدا ہو جائے وہ صحیح ہے باقی سارے غلط"

تقریباً تمام مذاہب خدا کو مختلف ناموں سے جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز خدا نے پیدا کی ہے اور خدا ہی کے قابو میں ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مذاہب بھی خدا کے تخلیق کردہ ہیں تو پھر ایک ہی خدا کے تخلیق کردہ مذاہب میں سے کوئی صحیح تو باقی غلط کیوں؟ کسی عام انسان سے تو جھوٹ کی توقع کی جا سکتی ہے لیکن مذہب جیسے خدا کی تعریف کرتے ہیں اس کے مطابق خدا جھوٹ نہیں بول سکتا لہٰذا کسی کو بھی کسی مذہب کو غلط کہنے کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ ان کا خالق ایک ہی سمجھا جاتا ہے۔

تمام مذاہب نے تقریباً دو راستے دیے ہیں کامیابی کے لیے، ان میں سے ایک جو سب میں ملتا جلتا ہے وہ ہے اخلاقی اقدار یعنی سچائی، ایمانداری، ہمدردی وغیرہ کو پورا کر کے کامیاب ہونا۔ جب کہ دوسرا راستہ ایک شارٹ کٹ ہے کامیابی کا، مختلف قسم کی عبادات کر کے، مسجدوں، مندروں کو چندے دے کر، غریبوں کی بجائے پنڈتوں، مولویوں، پادریوں وغیرہ کا پیٹ پال کر، وغیرہ کر کے کامیاب ہونا۔ مذہب کو ماننے والوں کی اکثریت شارٹ کٹ پر چل رہی ہے۔ یعنی جھوٹ بولو، فراڈ کرو، کرپشن کرو بس آقاؤں کو خوش رکھو تو آپ کامیاب ہیں۔ تمام مذاہب کے پیشواؤں نے اس لوٹ کھسوٹ کے لیے مختلف طریقہ واردات اپنایا ہے اور یہی

مذہبی تفریق کی جڑ ہے: یعنی عبادات کے مختلف طریقے۔

مذہبی تفریق کے اثرات:

مذہبی تفریق کا سب سے بڑا اثر لا تعداد جانیں ضائع کرنے والی جنگیں ہیں جن سے آپ سب خوب واقف ہیں۔ یہ جنگیں دنیا کی ابتدا سے آج تک لڑی جا رہی ہیں۔ دنیا نے جیسے جیسے ترقی کی انسان نے عقل کا استعمال زیادہ خطرناک ہتھیاروں کو بنانے میں کیا بجائے اس کے کہ جہالت کو ترک کر کے امن کا سوچتا۔
ان لڑائیوں میں لاکھوں کروڑوں گھر اجڑ گئے، عورتیں بیوہ ہوئیں اور حتیٰ کہ بڑی جنگوں میں افراد کیا، شہر کیا، صوبہ کیا بلکہ پورے کے پورے ملک ہی روند دیے گئے، جلا دیے گئے۔ صرف اور صرف مذہبی نفرت کی بنیاد پر، یہ پورا میکانزم ہے جس پر ایک نہیں کئی کتابیں لکھ کر واضح کیا جا سکتا ہے۔ جس میں مذہب اور حب الوطنی کے جذبوں کو ہوا دے کر نچلے

طبقے کو آپس میں لڑایا جاتا ہے۔ مخصوص لوگ اپنا مفاد حاصل کرتے ہیں اور باقی مذہب کی اندھی تقلید میں اپنا سب کچھ گنوا دیتے ہیں۔
اس میں سکالر جاہلوں کا بھی برابر کا کردار ہوتا ہے جو پڑھ لکھ کر پڑھ لکھے جاہل بن کر دوسرے لوگوں کو جاہلیت میں شامل کرتے ہیں۔ ایک چال باز کا شکار لوگ اور دوسرے کے ہتھے چڑھے ہوئے لوگ آپس میں ہی ایک دوسرے کو مارتے رہتے ہیں۔ یعنی سکالر جاہل عام انسانوں کا برین واش کر کے اپنا کام نکلواتے ہیں۔
ان جنگوں کے علاوہ مذہبی تفریق کے بے شمار منفی اثرات اور بھی ہیں جیسا کہ:

1. بین الاقوامی تعلقات:

کئی ممالک کے مابین تعلقات مذہبی بنا پر ہی بنتے اور بگڑتے ہیں۔ کئی ممالک بے شمار فوائد کے باوجود باہمی تجارت صرف مذہبی عداوت کی وجہ سے نہیں کرتے (مثلاً پاک، بھارت)۔ یعنی مذہبی تفریق انفرادی اثرات کے ساتھ

بین الاقوامی تعلقات پر بھی اثرات مرتب کرتی ہے۔

2. افرادی رشتوں پر تفریق کا اثر:

اکثرلوگ چاہتے ہوئے بھی کئی لوگوں سے صرف اس بنا پر رشتہ نہیں بناتے کہ اس کا مذہب اور ہے۔یا اگر کوئی مذہب تبدیل کر لے تو اس کا خاندان شدید محبت کے باوجود صرف مذہبی نفرت سے اس شخص سے تمام رشتے ناتے توڑ دیتا ہے۔اب تو مذہب تبدیل کرنے کا رواج بہت کم ہے کسی زمانے میں لوگوں مذہب بدلتے تھے جس کی وجہ اگرچہ وہ آج کل کے اندھی تقلید کرنے والے جاہلوں سے بہتر ہیں جو باپ دادا والے دین کی کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے کئی خاندان ٹوٹ گئے۔

باب 3: فرقہ ورانہ عصبیت کے اثرات

ذیل میں چند مذاہب اور انکے اندر موجود فرقوں کی آپس میں تاریخی جنگوں اور عام لڑائیوں کی چند مثالیں پیش کر کے فرقہ واریت کے منفی اثرات کو ثابت کیا گیا ہے:

1. مسیحیت / عیسائیت:

عیسائیت کے بنیادی فرقے یہ ہیں:

1. کیتھولک: یہ عیسائیت کا سب سے پرانا فرقہ ہے جو ہزاروں سالوں سے چل رہا ہے۔ یہ روم کے پوپ کو حضرت عیسیٰؑ کا جانشین سمجھتے ہیں۔ یہ بزرگوں کے وسیلوں اور اس طرح کی طاقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

2. پروٹسٹنٹ: یہ 16 ویں صدی میں وجود میں آیا۔ یہ لوگ پوپ کی بالادستی کو نہیں مانتے بلکہ مانتے ہیں صرف خدا اور نبی کی کتاب پر ایمان لا کر بخشے جائیں گے۔

اس فرقہ ورانہ عصبیت کا سب سے بڑا اثر یورپ کی تیس سالہ جنگ ہے جب محض فرقے کی بنیاد پر تیس سال تک پروٹسٹنٹ اور کیتھولک نے آپس میں ایک دوسرے کے خون کی ندیاں بہا دیں اور اس جنگ میں بے شمار مالی و جانی نقصان ہوا، اسی طرح عیسائیوں کی تاریخ کئی فرقہ وارانہ بنیاد پر لڑی جانے والی لڑائیوں سے بھری ہوئی ہے۔

2. اسلام:

اسلام کے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کے دو بڑے فرقے یہ ہیں:

1. اہل سنت: یہ تقریباً 90-95% مسلمانوں کا فرقہ ہے۔ یہ اللہ اور اس کے نبی حضرت محمد ﷺ کو اور ان کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ

حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کو ان کا جانشین نہیں مانتے۔ اس فرقے کے آگے بہت سے فرقے ہیں جیسا کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث وغیرہ۔

2. اہل تشیع: یہ بہت کم تعداد میں ہیں۔ یہ اہل بیت یعنی حضرت علی، حضرت حسن، حضرت فاطمہ وغیرہ وغیرہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ یہ حضرت علی اور ان کے بعد آنے والے نسل در نسل اماموں کو مانتے ہیں اور ہر سال ماتم کرتے ہیں۔

اہل‌سنت‌اور‌اہل‌تشیع‌کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئیں۔ دنیا میں اور بھی لڑائیاں‌ہوئیں‌لیکن‌پاکستان میں ہونے والے سنی شیعہ اختلافات سے جو لڑائیاں نہیں‌بلکہ‌جنگیں‌ہوئیں‌وہ بے شمار ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔ جھنگ کا تصادم:

1980ء اور 1990ء کی دہائی‌میں‌شہر‌کو‌جنگ‌کا‌میدان بنا دیا گیا۔ اس شہر اور اردگرد کے علاقوں میں‌ہزاروں‌معصوم‌شہری،‌ڈاکٹر اور وکیل چن کر مارے گئے، دکانیں جلائی گئیں‌اور‌جھنگ‌کی‌معیشت‌ہمیشہ کے لیے تباہ ہو گئی۔

یہ‌پاکستان‌میں‌مسلح‌فرقہ‌واریت کا آغاز تھا، جہاں

2۔ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ:

روشنیوں‌کے‌شہر‌میں‌نماز‌کے اجتماعات کو خودکش دھماکوں اور فائرنگ کا‌نشانہ‌بنایا‌گیا۔‌اس‌اندھی‌بربریت میں ہزاروں بے گناہ لوگ، نامور پروفیسرز اور‌پروفیشنلز‌لقمہ‌اجل‌بنے۔‌شہر کا امن برباد ہوا اور اربوں روپے کا معاشی نقصان ہوا۔

3-: پارا چنار کی جنگ

کرم ایجنسی میں یہ لڑائی گلی محلوں سے شروع ہو کر باقاعدہ بھاری ہتھیاروں، راکٹوں اور گولوں کی جنگ میں تبدیل ہو گئی تھی۔ کئی روز تک ناکہ بندی سے علاقے اور خوراک نہ ملنے سے بچے اور خواتین قریب مر گئے۔ ہزاروں قبائلی جوان اس جنگ کی بھینٹ چڑھے اور علاقہ کھنڈر بن گیا۔

4-: گلگت بلتستان کا سانحہ

مسافر بسوں کو روک کر لوگوں کے نام چیک کر کے مسافروں کو قتل کیا گیا۔ درجنوں بے گناہ مسافر مارے گئے اور علاقے کا امن تباہ ہونے سے مقامی لوگوں کا روزگار ختم ہو گیا۔

5-: کوئٹہ میں ہزارہ برادری کا قتلِ عام

بلوچستان کے شہر میں اس برادری کی فرقے کی وجہ سے ٹارگٹ کلنگ کی گئی۔ بے گناہ لوگ مارے گئے اور لواحقین سڑک پر لاشیں رکھ کر احتجاج کرتے رہے۔

ان سب جنگوں میں لاکھوں لوگ مارے گئے اور اسے مذہب اور عقیدے کا نام دیا جاتا ہے۔

3۔ ہندو مت:

اس مذہب کے بنیادی فرقے یہ ہیں:

1. شیو مت: یہ بھگوان شیو کے ماننے والے ہیں، یہ کتابِ گیتا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

2. وشنو مت: یہ بھگوان وشنو کے ماننے والے ہیں۔ یہ بھگوت پران کو زیادہ مانتے ہیں۔

3.شاکتی مت: یہ بھگوان کی بجائے دیوی کی پوجا کرتے ہیں، یہ دیوی مہا تمیہ کو اہمیت دیتے ہیں۔

ہندومتمیںبھیفرقہ وارانہ عصبیت سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1.کمبھمیلےمیںخونی لڑائیاں:

یہلڑائیاںشیومتاور وشنو مت کے مسلح گروہوں کے درمیان کمبھ میلوں کےموقعپرہوئیں،مورخوں کے مطابق ایک دن میں ہی پانچ، دس ہزار لوگ مارےجاتےتھے۔دریاؤں کا پانی خون سے سرخ ہو جاتا تھا۔

2 .جنوبی ہند کی فرقہ وارانہ جنگیں:

جنوبی ہند میں جب بادشاہ بدلتے تو وہ اپنے فرقے کے مخالف لوگوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان جنگوں میں ہزاروں عام شہری اور مذہبی رہنما قتل ہو گئے۔ ان واقعات میں کئی قیمتی جائدادیں لوٹ لی گئیں۔

3 .شاکتی مت اور دیگر فرقوں کے تصادم:

ان فرقوں (شاکتی مت اور وشنو مت) کے درمیان اکثر لڑائیاں ہوئیں کیونکہ شاکتی مت والے قربانی لازمی کرتے، جبکہ وشنو مت والے قربانی نہیں کرتے۔ کئی صدیوں سے جاری ان چھوٹی چھوٹی جھڑپوں میں ہزاروں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کئی علاقے ویران ہو گئے۔

اس طرح ہندو مت میں بھی فرقہ وارانہ عصبیت نے بھاری نقصان کیے۔

دیگر مذاہب:

مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح دوسرے مذاہب جیسے بدھ مت، جین مت، یہودیت میں بھی فرقہ وارانہ عصبیت کا شکار جاہلوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا اور کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ ان لڑائیوں میں جانی نقصان کے ساتھ ساتھ کئی علاقوں کی معیشت بھی تباہ کی گئی۔

باب 4: مذہبی جنون اور جاہلانہ رسمیں

"جباندھی عقیدتانسان سے عقل چھین لے تو انسان، انسان نہیں رہتا" ۔ یہ ہماری دنیا کی سب سے بڑی اور تلخ حقیقت ہے۔ مخصوص لوگ جو جہالت پھیلانے کا کام کرتے ہیں، جنہیں کوئی مولوی، تو کوئی پنڈت کہتا ہے، کوئی پادری تو کوئی ربی کہتا ہے، یعنی نام نہاد مذہبی پیشوا جو عام لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں اندھا کر دیتے ہیں۔ پھر لوگ کچھ سوچے سمجھے بغیر ان پیشواؤں کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی عقل مزاروں، مندروں یا کلیساؤں پر گروی رکھ چکے ہوتے ہیں۔ ان چالبازوں نے لوگوں کو کامیابی یا جنت کا ایک ایسا راستہ دیا ہے کہ اپنی عقل ہمارے پاس گروی رکھ دیں اور ہماری اندھی پیروی کریں اور اس کے بدلے کامیاب ہو جائیں۔ اور لوگوں کی اکثریت یہ راستہ اپناتی ہے۔ یہ مذہبی چالباز لوگوں سے پیسہ لوٹتے ہیں اور عیاشی کرتے ہیں۔ لوگ باآسانی اپنی چیزیں لٹا دیتے ہیں اور اس مذہبی مافیا کا کاروبار چلتا رہتا ہے۔ یہ کام سب مذاہب میں کیا جاتا ہے، بس سب کا طریقہ واردات یا تکنیک مختلف ہوتی ہے۔ اس میں وہ مخصوص لوگ تو اچھی زندگی گزار لیتے ہیں لیکن ان کا شکار ہونے والے لوگوں کی زندگی غلط عقائد اور رسومات کی وجہ سے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں لوگوں کو سکھایا جاتا ہے کہ سائنس یا ٹیکنالوجی سب فتنہ ہیں جو تمہیں گمراہ کرنے کے لیے ہیں، لہٰذا یہ سب غلط ہیں اور انہیں کبھی مت ماننا۔ صرف تمہارے نظریات و عقائد صحیح ہیں، باقی سب غلط ہیں۔ یہ لوگ مذہبی عقیدت میں اندھے ہو چکے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ کہتے ہیں کہ

صرف ہمارا مذہب یا ہمارے عقائد ہی صحیح ہیں۔ چونکہ یہ عقل کا سودا کر چکے ہوتے ہیں، سو ان کے پاس سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تو ہوتی نہیں۔ لہٰذا یہ زندگی کے ہر معاملے میں اصولوں یا عقل کی بات کو ٹھکرا تے ہوئے اپنے جاہلانہ عقائد کے پیچھے بھاگتے ہیں اور کئی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بکرا اپنی گردن کٹتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا ہے مگر اسے کہا جاتا ہے کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے، تمہیں کامیابی ملے گی، سو بکرا تو شاید نہ ے، لیکن یہ جاہل جاتے ہیں، یہ جان کر مسائل میں مبتلا ہوتے ہیں اور پھر یہ جاہل صرف اپنی ذات کو مسائل میں مبتلا نہیں کرتے، بلکہ اپنے سے زیادہ دوسرے لوگ جو ان کے اختیار میں ہوتے ہیں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ یہ اپنے سے زیادہ دوسروں کی زندگیوں کو اجیرن کرتے ہیں۔ یہ اپنے پر تو مذہبی عقائد کا نفاذ کرتے ہی ہیں، مگر دوسروں پر اس کو زبردستی تھوپتے ہیں۔ مرد حضرات خصوصاً خواتین پر ان مذہبی پابندیوں کو ٹھونستے ہیں۔ اس طرح ایک جاہل کی وجہ سے کئی لوگ مشکل میں پڑ جاتے ہیں، یعنی ایک فرد کی جہالت پورے خاندان کو لے ڈوبتی ہے۔

عقل کے استعمال کی غلطی:

دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنکھوں پر بندھی مذہبی پٹی کے اُسُں پار دیکھنے کی غلطی کر بیٹھے، یعنی عقل کا استعمال کرے اور جہالت کے اندھیرے میں عقل کا چراغ جلانے کی کوشش کرے، تو حوصلہ افزائی تو دور، اس کو نشانِ عبرت بنایا جاتا ہے۔ اسے مذہب کے دائرے سے خارج کیا جاتا ہے، یعنی ہندو ہو تو اسے ناستک (خدا کو نہ ماننے والا) وغیرہ کا اور مسلمان ہو تو کافر وغیرہ کا خطاب دے

کر پکارا جاتا ہے(راقم کو بھی اگر کوئی اس قسم کے خطاب سے نوازنا چاہے تو کوئی حرج نہیں) اس کے ساتھ اکثر خاندان اس سے تعلق توڑ لیتے ہیں اور مذہبی پیشوا لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ گمراہ ہو گیا، یہ گستاخ ہے، یہ تمہارے مذہب کا دشمن ہے اور اگر کوئی عقل کا زیادہ استعمال کر بیٹھے تو پھر وہ جان سے جاتا ہے۔ جاہلوں کو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا دشمن ہے، اسے مارنا تمہارا فرض ہے اور یہ آنکھیں بند کر کے اُسُسُ شخص کو نشانِِ عبرت بنا دیتے ہیں تاکہ کوئی اور اس طرح کی "گستاخی" نہ سوچے۔

حقیقت:

لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان آقاؤں کے دھندے پر سوال اٹھائے یا اس کی راہ میں رکاوٹ بنے تو وہ اس کو اپنے کارندوں کے ذریعے ہٹوا دیتا ہے تاکہ وہ گھر بیٹھے پیٹ بھر سکیں، یہ لوگ جاہلوں کے مذہبی جنون کو بھڑکا کر انہیں خوار کرتے ہیں اور اپنا الو سیدھا کرتے ہیں، یہ آپس میں ہی ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کا جانی و مالی نقصان کرتے ہیں، جبکہ یہ چالباز محلات میں رہتے ہیں، کروڑوں کی گاڑیوں میں گھومتے ہیں اور بڑی بڑی جائیدادیں بناتے ہیں۔ چونکہ لوگ مذہبی جنون میں اندھے ہو چکے ہوتے ہیں، لہٰذا وہ ان کا فراڈ سمجھنے کی بجائے وہ اس سب کو اپنے آقاؤں کا مذہبی رتبہ سمجھتے ہیں، یہ چالباز لوگوں پر مختلف قسم کی پابندیاں لگاتے ہیں تاکہ لوگ کبھی حقیقت جان نہ جانیں۔

مذہبی جنون ایک انتہائی خطرناک بیماری ہے جس میں مبتلا شخص کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ وہ مذہبی جنون ہی ہوتا ہے جو ایک عام شخص کو خودکش بمبار یا پرامن شخص کو وحشی بنا دیتا

ہے۔ دنیا میں تمام مذہبی جنگیں بھی صرف مذہبی جنون کی وجہ سے ہی ہوئیں۔ لوگوں کے جذبہ و جنون کو بھڑکا کر انہیں جان کی بازی لگوا دی جاتی ہے۔ انسان مذہبی جنون میں عقیدت کا غلام بن جاتا ہے وہ مذہب کے نام پر کیے جانے والے کام کرنے پر راضی ہو جاتا ہے۔ آقاؤں کی حرص کے لیے کسی لاکھوں لوگوں کی جانیں لی جاتی ہیں اور کروڑوں کا استحصال ہوتا ہے۔

جاہلانہ رسومات:

چند مذاہب میں اندھی عقیدت کی اور مذہبی جنون کی وجہ سے وجود میں آنے والے غلط عقائد اور جاہلانہ رسومات درج ذیل ہیں:

1. ہندو مت:

ہندو مت میں بہت سی جاہلانہ اور رسومات موجود ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

i) خونی قربانیاں:

قدیم وقتوں میں کچھ فرقوں میں یہ جاہلانہ عقیدہ تھا کہ دیوی کو خوش کرنے کے لیے جانوروں کے ساتھ ساتھ انسانوں کی بھی قربانی ضروری ہے۔کئی بچے اور جوان اس اندھے عقیدے کی نظر ہو گئے اور کئی جانیں ضائع ہو گئیں۔

ii) جھوٹا ہوا کھانا کھانا:

یہ ایک انتہائی تذلیل آمیز رسم ہے جس میں نچلی ذات کے لوگ اوپر والی ذات یعنی براہمن وغیرہ کا چھوڑا جھوٹا کھانا کھاتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ ایسا کرنے سے انہیں شفا ملتی ہے اور مختلف بیماریوں

سے نجات ملتی ہے۔ یہ بیوقوفانہ رسم انسان کی عزتِتِ نفس کو تباہ کر دیتی ہے۔

iii) وہم یا جادو ٹونا:

کئی لوگ جادو پر اتنا اندھا اعتماد کرتے ہیں کہ وہ سخت بیماری میں طبی امداد کے بجائے جادوگروں کے پاس جاتے ہیں اور اپنی جان داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ عقل دشمن اس رسم کی وجہ سے کئی انسان تڑپ تڑپ کر زندگی کی بازی ہار گئے۔

iv) بچوں کو اونچائی سے پھینکنا:

اس عجیب و غریب رسم میں بچوں کو 30 سے 50 فٹ کی بلندی (مینار یا چھت) سے نیچے پھینکا جاتا ہے اور نیچے کچھ لوگ چادر میں اسے پکڑتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ اس طرح بچے کی عمر اور صحت لمبی ہو جائے گی۔ عقل سے آری لوگوں کی اس رسم میں کئی بار بچے چادر سے باہر گر جاتے ہیں اور زخمی ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور لوگ مذہب کی پیروی کرتے چلے جاتے ہیں۔

ان سب فضول رسومات میں بے شمار جانی و مالی نقصان ہو چکا ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ عقل اور سائنس کا قتل کس طرح وبالِ جان بنتا ہے۔

2. عیسائیت:

عیسائیت میں چند احمقانہ عقائد درج ذیل ہیں:

i) آسیب زدگی:

یہ وہم عیسائیت میں بہت عام رہا ہے (پسماندہ علاقوں میں آج بھی ہے) کہ کوئی شخص کسی ذہنی بیماری کا شکار ہو تو کہا جاتا ہے اس پر شیطان کا سایہ ہے۔ چرچ کے پادری اس پر مقدس پانی چھڑکتے ہیں اور اس پر تشدد کرتے ہیں۔ اس عقیدے کی وجہ سے کئی معصوم شخص جسمانی استحصال کا شکار ہو چکے ہیں۔

ii) زہریلے سانپوں کو چومنا:

امریکہ کے پسماندہ علاقوں میں یہ رسم مانی جاتی ہے، چرچ میں جا کر زہریلے سانپوں کو چوما جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر ایمان سچا ہوا تو زہریلا سانپ ان پر اثر نہیں کرے گا۔اس اندھی عقیدت میں کئی پادری اور عام مرید مارے جا چکے ہیں لیکن وہ دوا کے بجائے دعا پر انحصار کرتے ہیں اور جان دے دیتے ہیں۔

iii ڈاکٹروں کے پاس جانا گناہ:

مخصوص فرقوں میں یہ عقیدہ ہے کہ ڈاکٹروں کے پاس جانا یا دوا لینا گناہ ہے کیونکہ شفا صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو تو وہ دوا کے بجائے صرف دعا مانگتے ہیں اور علاج نہیں کرتے۔
ہزاروں لوگ اس اندھی عقیدت کے ہاتھوں موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

iv) سولی پر لٹکنا:

ہر سال ’گڈ فرائیڈے‘ کے موقع پر کچھ عیسائی ممالک میں اندھی عقیدت کا خطرناک تماشہ ہوتا ہے۔ عام لوگ اپنے گناہ معاف کروانے کے لیے یا ’توبہ‘ پوری کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں بڑے

کیل ٹھونک کر خود کو سولی پر لٹکاتے ہیں، کوڑے مارتے اور خود کو لہو لہان کرتے ہیں۔

v) مقدس لاشوں کی پوجا:

عیسائیت کے پسماندہ اور بڑے فرقوں میں احمقانہ رسم عام ہے کہ پرانے مردہ پادریوں اور بزرگوں کی ہڈیاں، دانت، بال وغیرہ کو شیشے میں رکھ کر عبادت کرتے ہیں (اور لوگ دور دور سے ان کی زیارت کرنے اور انہیں چومنے آتے ہیں)۔ یہ رسم انسان کو توہم پرستی کی آخری حدوں میں دھکیل دیتی ہے۔ جب انسان عقل کی روشنی کو بجھا دیتا ہے تو "مقدس جہالت" کا وائرس تباہی مچا دیتا ہے۔

3. اسلام:

مسلمانوں میں پھیلی چند جاہلانہ رسمیں نیچے دی گئی ہیں:

i) جاہل عامل اور جن نکالنے کا تشدد:

مسلم دنیا (خصوصاً پاکستان) میں لوگ ذہنی بیماریوں یا کسی کام میں ناکامی کو جن کا اثر سمجھتے ہیں۔ پھر لوگ جنوں کو نکالنے کے لیے چالاک عاملوں کے پاس جاتے ہیں جو لوگوں کو جنوں سے ڈرا دھمکا کر ان سے پیسہ لوٹتے ہیں۔ لوگ وہی پیسے علاج کرانے کے بجائے ان جاہلوں کو دیتے ہیں۔

ii) مزاروں پر منتیں ماننا اور معاشی استحصال:

کافی مسلمان پرانے بزرگوں کی قبروں (مزاروں) پر جا کر مختلف طریقوں سے اپنا پیسہ لٹاتے ہیں تاکہ ان کی خواہشات پوری ہو سکیں۔ اس پیروں کے دھندے میں ہر سال پتا نہیں کتنے لوگ دولت لٹاتے ہیں

اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ان کی باتیں پوری ہو جاتی ہیں۔

iii) مذہبی لبادے:

مسلمانوں میں یہ عام بات ہے کہ لوگ نمازیں پڑھ کر، داڑھی بڑھا کر، عبادات کر کے خود کو اچھا مسلمان کہلواتے ہیں۔ بہت سے بھیڑیے اس طرح کے مذہبی لبادے اوڑھ کر اپنے غلط کاموں کو چھپاتے ہیں اور مسلم معاشرہ ان کو اچھا انسان سمجھتا ہے۔

iv) خواتین پر پابندیاں عائد کرنا:

اسلام کے پیروکاروں کی اکثریت عورتوں پر مختلف قسم کی پابندیاں لگا کر اور قید میں رکھ کر کامیابی یا جنت کا ٹکٹ کٹوانا چاہتے ہیں۔ اس غلط عقیدے کے تحت جو شخص اپنی خواتین کو جتنی زیادہ قید میں رکھے گا، جتنی زیادہ پابندیاں لگائے گا وہ اتنا ہی کامیاب ہو جائے گا۔ کئی لوگ عورتوں کو پڑھنے نہیں دیتے، کئی پڑھنے دینے کے بعد نوکری یا کام نہیں کرنے دیتے ہیں اور روزمرہ کی زندگی میں آنے جانے پر پابندیاں لگاتے ہیں یعنی عورتوں کا جتنا زیادہ حق مارا جائے وہ اتنا ہی اچھا اور سچا انسان ہو گا۔

v) ماتم کرنا:

مسلمانوں کا ایک مخصوص فرقہ ہر سال اپنے سال کے مطابق 10 محرم کو یومِ عاشور مناتے ہیں۔ لوگ اپنے جسم پر تشدد کرتے ہیں اور خود کو لہو لہان کرتے ہیں۔ اس موقع پر ہزاروں لوگ شدید زخمی ہو جاتے ہیں۔

vi) دم درود کروانا:

لوگ اپنے مذہبی پیشواؤں یعنی مولوی، پیر وغیرہ کے پاس دم کروانے جاتے ہیں، لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس سے انہیں شفا ملتی ہے اور لوگ علاج کے پیسے ان لٹیروں کو دیتے ہیں۔

vii) خیراتی اداروں کے بجائے لٹیروں کی مالی معاونت:

مسلمانوں میں یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ مخیر حضرات غریبوں یا مسکینوں کی مدد کرنے کے بجائے مذہبی لٹیروں کا پیٹ پالتے ہیں۔ یہ لٹیرے مختلف چیزوں جیسے مسجد، مزار وغیرہ کے نام پر دولت ہتھیا لیتے ہیں۔ وہی پیسہ جو کسی مستحق تک پہنچنا چاہیے کسی لٹیرے کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

viii) جاہلانہ پابندیاں:

لوگ اپنے پیروں کے کہنے پر مختلف کھانوں پر اپنے لیے پابندیاں لگا دیتے ہیں کہ فلاں چیز کا گوشت نہیں کھانا، فلاں سبزی نہیں کھانی وغیرہ جس سے صحت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

یعنی اسلام میں بھی لوگ چند مخصوص افراد کی وجہ سے یا اپنی جاہلیت کی وجہ سے طرح طرح کی احمقانہ رسومات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

حاصل کلام

ان سب مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جہالت کا کوئی خاص مذہب نہیں ہوتا بلکہ جہاں بھی عقل کا قتل کیا جائے وہاں یہ وائرس پیدا ہو جاتا

ہے۔انسان کے اندر مذہبی جنون پیدا کر کے اور اس کی عقل پر قبضہ کر کے اس سے کوئی بھی جاہلانہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ تاریخ میں جب بھی انسان عقل یا سائنس کا دشمن بنا، انسان نے نقصان اٹھایا۔ عقل دشمنی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ جب اندھی عقیدت انسان کی عقل پر حکمرانی شروع کر دے تو بھائی مذہب کی بنیاد پر دوسرے بھائی کی جان لے لیتا ہے۔ جب انسان کی عقل پر تالا لگ جائے تو وہ کسی جاہل کی پیروی کرتے کرتے علاج نہیں کرتا بلکہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے یا اپنی دولت کو اپنی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کے بجائے کسی جاہل کو تھما دیتا ہے یا آخری حد تک چلا جاتا ہے یعنی کسی انسان کی جان لے لیتا ہے۔

باب 5: اس دلدل سے کیسے نکلیں؟

اندھی عقیدت کے دلدل میں انسانوں کی اکثریت دھنس چکی اور دھنستی جا رہی ہے۔ اس سے نکلنے کا کیا کوئی راستہ نہیں؟ کیا جہالت کے اس اندھیرے میں امید کا کوئی چراغ نہیں؟

نہیں، راستہ ہے عقل کا راستہ۔۔۔ چراغ ہے عقل کا چراغ۔ بس اگر ہر انسان کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے عقل پر تالا لگانے کے بجائے اس کا استعمال کرنا شروع کر دے تو وہ "مقدس جہالت" سے بچ سکتا ہے۔ اگر انسان عقیدے کو عقل پر حاوی نہ ہونے دے تو کوئی بھی مذہبی دکاندار اس کا شکار نہیں کر سکتا۔ اس اندھیرے سے بچنے کے لیے عقل کی عدالت کھلی رکھنی ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے میں خود اعتمادی پیدا کرنی چاہیے، اپنی سوچ پر اعتماد ہونا چاہیے، اپنے نظریے پر اعتماد ہو بجائے اس کے کہ دوسروں کی پیروی میں اپنی زندگی اجیرن بنائی جائے۔

تعلیم کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ تعلیم جہاں انسانوں کو جہالت سے نکالتی ہے، وہیں کسی جاہل کو اور بڑا پڑھا لکھا جاہل بھی بنا سکتی ہے۔ مفید تعلیم وہ ہے جس میں طالب علم کی تنقیدی سوچ کو فروغ دیا جائے اور سوال کرنا سکھایا جائے، جو چیز عقلی طور پر غلط ہو اسے غلط کہنے کی ہمت پیدا کی جائے۔ المیہ یہ ہے کہ بچوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ "کیا سوچنا ہے" بجائے اس کے کہ "کیسے سوچنا ہے"۔ بچے کے دماغ میں کمپیوٹر میں ِ چِپ ڈالنے کی طرح ٹھونس دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز صحیح ہے، فلاں چیز غلط ہے اور پابندی لگائی جاتی ہے کہ اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کرنا، سوال کرنا تو

درکنار اس بارے میں غلط سوچنا بھی نہیں۔ اس نظام کو درست کرنا ہو گا اور بچوں کو ہر چیز کے بارے میں سوچنے کی ترغیب دینی ہو گی۔

ہمیں خود بھی اور دوسروں کو بھی مذہبی دکانداری کا بائیکاٹ کرنے کی ترغیب دینی چاہیے، اگر مذہبی دکانداروں کا صفایا ہو جائے تو انسان کافی حد تک اس دلدل میں دھنسنے سے بچ سکتے ہیں اور سب سے اہم بات، ہم سب کو ذہن میں بٹھانا ہو گا کہ "انسانیت سب سے مقدم ہے"۔ اگر انسان یہ جان لیں کہ مسلمان بھائی بھائی یا ہندو بھائی بھائی نہیں بلکہ تمام انسان بھائی بھائی ہیں اور دنیا کا کوئی بھی مذہب، کوئی مذہبی پیشوا، کوئی سرحد ہمیں نہیں بانٹ سکتی تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ ہمیں کسی بھی انسان سے محبت و نفرت انسانیت کے معیار پر کرنی چاہیے نہ کہ کسی مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر۔

اور سچ تو یہ ہے کہ کائنات کا کوئی بھی عقیدہ، فرقہ یا پیشوا انسان کو تب تک ذہنی غلام نہیں بنا سکتا جب تک انسان خود اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ان کے قدموں میں نہ رکھ دے۔ جب تک ہم بچوں کو سوال کرنا نہیں سکھائیں گے، جب تک ہم ڈگریوں کے ساتھ شعور کا رشتہ نہیں جوڑیں گے، یہ جاہل لوگ دجل و فریب کی طرح معاشرے کو چاٹتے رہیں گے۔ جس دن انسان نے کسی بھی خوف یا لالچ کے بغیر عقل کو اپنا واحد رہنما مان لیا، اسی دن "مقدس جہالت" کا خاتمہ ہو جائے گا۔

فیصلہ اب آپ پر ہے؛ کیا آپ اندھی عقیدت کا جاہل غلام بن کر جینا چاہتے ہیں یا عقل کی روشنی میں ایک آزاد انسان

؟

حرفِ مصنف

میرا نام ضرار عظیم ہے، اور ساہیوال میرا شہر ہے۔
گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی اسکول میں دسویں جماعت کا طالب علم ہوں اور یہ میری زندگی کی پہلی تصنیف ہے۔
قلم اٹھانے کی وجہ کوئی ادبی شوق نہیں، بلکہ معاشرے میں پھیلی وہ بدترین فکری جہالت ہے جس نے عقلوں کو مفلوج کر دیا ہے۔ جب اپنے اردگرد معلومات کے انبار میں بھی شعور کا قحط اور اندھی تقلید کا راج دیکھا، تو مجھ سے خاموش نہیں رہا گیا۔
یہ کتاب کسی بحث کے لیے نہیں، بلکہ ایک فکری احتجاج ہے تاکہ ہماری نسل عقیدت کے نام پر بنے تعصبات کو پہچانے اور اپنے ذہنوں کو آزاد کرے۔ امید ہے یہ کوشش آپ کو خود سوچنے پر مجبور کرے گی۔